حصہ (دوم)

Q. No. 2 a. (i) سوال نمبر 2 (الف) (i)

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق
کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرو ایسا نہ
ہو کہ تم ان خبری / بےخبری میں کسی قوم کو نقصان
پہنچاؤ اور پھر تمہیں اپنے کیے پر شرمندگی ہو۔

Q. No. 2 a. (ii) سوال نمبر 2 (الف) (ii)

اور تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو
ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی
یقیناً اُن کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

یتیم کا مال

Q. No. 2 b. (i) سوال نمبر 2(ب) (i) ① اس آیت میں اللہ نے یتیم کے مال پر قبضہ کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن اگر حفاظت کی خاطر آپ اس کا مال اپنے پاس رکھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

② وعدہ :- دوسرا وعدہ کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وعدے کے بارے میں انسان سے پوچھا جائے گا آخرت میں کہ اسنے اپنے وعدے کو پورا کیا یا نہیں۔

حصہ (دوم)

سوال نمبر 2 (ب) (ii) Q. No. 2 b.(ii)

اس آیت میں اللہ نے گواہی دینے
کے بارے میں فرمایا ہے کہ انصاف قائم کرنے والے اللہ
کے لیے گواہی دو اور گواہی کو مت چھپاؤ۔ گواہی ہمیشہ سچی
دو اور ان باتوں کا خیال رکھو (1) گواہی انصاف پر مبنی ہو۔
(2) اللہ کی خاطر سہی گواہی دی جائے (3) گواہی میں کسی کی مالی
حیثیت کو مدنظر نہ رکھا جائے (4) اگرچہ وہ آپ خود ہوں یا آپ کے
والدین ہوں یا آپ کے رشتہ دار ہوں۔

Q. No. 2 c.(i) ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ سوال نمبر 2 (ج) (i)

جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما

قتل عمد کی سزا یہ ہے ① جھنم جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ② اللہ کا

غصہ ہے ان پر ③ اللہ کی لعنت ہے ان پر ④ ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Q. No. 2 c. (ii) حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے حضور ص سوال نمبر 2 (ج) (ii)

سے دریافت کیا کہ تعصب کیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

أن تعين قومك على الظلم : تعصب یہ ہے کہ آپ

کا ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرنا اور اسکا ساتھ دینا .

Q. No. 2 c. (iii) سمگلنگ :- سوال نمبر 2 (ج) (iii)

سمگلنگ سے مراد یہ ہے کہ آپ کسی ایسی چیز کو جس کی
آپ کے ملک کو شدید ضرورت ہے چھپا کر اور چوری چھپے کسی
دوسرے کو بھیج دیں اور اپنے ملک سے اس چیز کو چھپا دیں اور دوسرے
ملک کو دے کر بھاری منافع حاصل کریں۔

Q. No. 2 c. (iv) اسلامی عبادات کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ① (iv) (ج) سوال نمبر 2

اس میں صرف ایک اللہ کی عبادت خاص ہے والدین اور بزرگوں کے آگے جھکنا ممنوع ہے۔

② اسلامی عبادت میں خارجی کوئی شرط نہیں جس کا عبادت سے کوئی

خاص تعلق نہ ہو مثلاً خاص رنگ کا لباس پہننا یا بتی وغیرہ جلانا اور کسی کو

واسطہ بنانا وغیرہ۔

Q. No. 2 c. (v) جملہ فعلیہ سے مراد وہ جملہ ہے جس کا (v) (ج) سوال نمبر 2

پہلا جزو "فعل" ہو، اور دوسرا جزو "فاعل" ہو - جملہ فعلیہ کے پہلے
جزو کو "مسند" جب کہ دوسرے جزو کو "مسند الیہ" کہتے ہیں .
اور اسمیں کسی کام کے کرنے یا ہونے کے بارے میں بتایا جاتا ہے -

Q. No. 2 d. حدیث :- لا یدخل الجنۃ من فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر۔ سوال نمبر 2(د)

ترجمہ :- وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل ذرہ برابر / رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو۔

تشریح : تکبر سے مراد : انسان کا اپنے آپ کو بڑا اور باقیوں کو کمتر سمجھنا اور ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کرنا۔ اسکی وجہ سے لوگ اس شخص سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

تکبر ایک غلیظ بیماری اور نفرت کا سبب : تکبر ایک گندی بیماری ہے اور انسانی فطرت میں ہی بڑا پن ہے حالانکہ اس کی وجہ سے لوگ انسان سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

تکبر اللہ کی صفت : تکبر اللہ کی صفات میں سے ہے اور بڑھائی صرف اللہ کی خوبی ہے اور تکبر انسان کو نہیں جچتا بلکہ اللہ ہی تکبر کرنے کے لائق ہے۔

تکبر کے بارے میں حدیث قدسی : الکبر ردائی ......

"اللہ نے فرمایا کہ تکبر میری چادر ہے جس شخص نے تکبر کیا اس نے میری چادر کو کھینچا اور جس نے میری چادر کو کھینچا تو میں اس کو گھر بیٹھے رسوا کردوں گا۔"

حدیث کا ہماری عملی زندگی سے تعلق : اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم عاجزی کو اپنا شیوہ بنائیں اور اپنے ہم جماعتوں کے سامنے تکبر سے بچیں اپنے والدین اور دوستوں کے ساتھ عاجزی سے پیش آئیں۔ غریبوں کو حقیر سمجھنے کی بجائے ان سے مل جل کر رہیں اور ان کو کمتر نہ سمجھیں۔ آپ ایسا رویہ اختیار کریں کہ دوسروں کو یہ نہ لگے کہ یہ اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہا ہے اور ہمیں حقیر سمجھ رہا ہے۔

Q. No. 2 e. سوال نمبر2(ہ)

جملہ اسمیہ :-

جملہ اسمیہ وہ جملہ ہوتا ہے کہ جس کا پہلا جزء "مبتدا" ہو اور دوسرا جزء "خبر" ہو۔

پہلے جزء یعنی مبتدا کو "مسند الیہ" اور دوسرے جزء یعنی خبر کو "مسند" کہتے ہیں۔ جملہ اسمیہ کا پہلا جزء ہمیشہ اسم ہوتا ہے۔

مثالیں :-

① زَیْدٌ عَالِمٌ۔ ترجمہ: زید عالم ہے۔

② اَلْقُرْآنُ کِتَابُ اللّٰہِ۔ ترجمہ: قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

جہاد

جہاد کا مفہوم و معنی:- جہاد کے لفظی معنی ہیں "کوشش کرنا"۔ اور جہاد سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اور "اعلاء کلمۃ اللہ" کے لیے مسلمانوں کا کافروں اور غیر مسلموں سے لڑنا اور قتال کرنا اور اسی طرح نفس کو گناہوں سے روکنا بھی اور اس کے لیے کوشش کرنا بھی جہاد کی صورتوں میں سے ایک ہے۔ کافروں سے لڑنے کو "قتال فی سبیل اللہ" کہتے ہیں۔

جہاد کا مقصد:-
جہاد کا مقصد تو یہی ہوتا ہے کہ اگر کہیں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہو یا مسلمانوں کو اللہ کے احکام پر عمل کرنے سے روکا جا رہا ہو اور ان پر ظلم و جبر اور زبردستی کی جا رہی ہو اور ان کے خلاف سازشیں کی جا رہی ہوں۔

جہاد کی فضیلت:-
جہاد ہمیشہ سے مسلمانوں کا قیمتی اثاثہ رہا ہے اور صحابہ بھی بڑے شوق اور جذبے کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جس نے نہ کبھی جہاد میں شرکت کی اور نہ اس کے دل میں جہاد کا شوق پیدا ہوا تو وہ نفاق کی موت مرا":-
اس سے جہاد کی فضیلت بالکل واضح ہو جاتی ہے اور

جہاد کی عظمت واضح ہوتی ہے۔
آپ نے خود بھی جہاد میں شرکت کی اور اور مسلمانوں کو بھی
اسکی طرف راغب کیا اور دعوت دی۔

جہاد کی اقسام:- ۱) جہاد بالنفس ۱۱) جہاد بالمال

جہاد بالنفس:-
اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے نفس پر قابو رکھنا
اور اسکو گناہوں سے روکنے اور احکام الٰہی پر عمل پیرا کرنے
کے لیے بھرپور کوشش کرنا اور اپنی جان اپنے قابو میں رکھنا۔
دوسرا اس سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جان کو
اللہ کے رستے میں دینے کے لیے ہر وقت تیار رکھنا اور جہاد میں
لے کر جانا اور پوری کوشش کے ساتھ اللہ کے رستے میں لڑنا۔

جہاد بالمال:-
اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے مال، سواری اور
اسلحے کے ذریعے کسی غازی کی مدد کرنا اور اسکو جہاد کے لیے تیار
کرنا یا خود جہاد میں شریک ہونا اور اپنا مال اللہ کے رستے میں لڑنے
کے لیے خرچ کرنا۔

قتال فی سبیل اللہ کی اجازت اِن حالات میں ہے:-
1. دشمن ہمارے ملک پر حملہ کریں۔
2. دشمن دوسرے ملک میں مسلمانوں پر ظلم و جبر اور زبردستی کریں۔
3. دشمن کا وعدہ خلافی کرنا اور کسی معاہدے کو توڑنا۔
4. دشمن کا مسلمانوں کو احکام الٰہی اور اوامر سے روکنا اور ان کو عبادت کرنے سے منع کرنا۔
5. دشمن کا ہمارے خلاف سازشیں کرنا اور تدبیریں کرنا۔
6. دشمن کا ہمارے ملک پر قبضہ کر لینا۔

اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق نہایت ہی عمدہ تھے کہ جسکی دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو دیکھ کئی لوگ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ "کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا؟ پھر فرمایا کہ

:- کان خلقه القرآن :-

ترجمہ:- ان کے اخلاق ہو بہو قرآن جیسے تھے۔

قرآن نے خود گواہی دی کہ:

وانک لعلی خلق عظیم ٥ (سورۃ القلم آیت: 4)

ترجمہ: اور یقیناً آپ اخلاق کے اعلی مرتبے پر فائز ہیں ٥

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کا عملی نمونہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کا عملی نمونہ تھے اور جو قرآن میں اللہ نے فرمایا اور جس کا اللہ نے حکم دیا اور جس سے روکا اگر اسکا عملی نمونہ دیکھنا ہو یا اسکی کوئی صورت دیکھنی ہو تو وہ "پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم" ہیں۔

انہوں نے قرآن کے تمام احکام کو اپنے اخلاق کے ذریعے سے واضح کیا۔

اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند پہلو:-

① اپنے کام خود کرنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام خود سرانجام دیا کرتے تھے۔ اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگاتے، جوتے خود صاف کرتے،

اور بازار سے ضرورت کا سامان خود لاتے تھے۔

② دوسروں کی مدد کرنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کے کام بھی آتے تھے کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے تھے اور غریبوں کا خیال بھی رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی جنگ کے لیے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر کے کام کیے اور ان کے نائب بنے۔

③ سادگی اور بے تکلفی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی سادہ تھے حالانکہ آپ کائنات کے سردار تھے اور کسی سے کوئی بغض و تکبر وغیرہ نہیں کرتے تھے اور کبھی کبھار ننگے پاؤں مسجد سے گھر تشریف لاتے تھے۔

④ بچوں پر شفقت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے انتہائی محبت کرتے تھے۔ ان کو گود میں اٹھاتے تھے اور سواری پر ان کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے اور حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما تو آپ کے جگر کے ٹکڑے تھے۔

⑤ دشمن کے ساتھ برتاؤ: دشمن کے ساتھ بھی اتنے اچھے اور محبت بھرے تعلقات تھے کہ کئی دشمن آپ کے برتاؤ کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

⑥ عزم و استقلال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی پرعزم اور بلند ہمت انسان تھے اور مسلمانوں کے حوصلے پست نہ ہونے دیتے تھے۔

⑦ عاجزی:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی عاجز تھے سب کے ساتھ عاجزی سے پیش آتے اور تکبر تو آپ کو چھو کر بھی نہیں گزرتا تھا۔

⑧ صبر:-

صبر تو آپ کے اخلاق کا نمایاں وصف تھا اور اتنی تکالیف اور مصائب کے باوجود بھی آپ نے صبر کیا اور کسی سے بدلہ نہیں لیا اور سب کو معاف کیا۔

"عفت و حیا"

حیا ایک عظیم صفت ہے جو انسان کو باقی مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے اور اسے اشرف المخلوقات بناتی ہے۔ حیا ہم سب کے اندر فطرتی طور پر موجود ہوتی ہے۔

حیا سے مراد؟

حیا وہ کیفیت ہے جو انسان کو گناہوں سے بچاتی ہے اور انسان کو احکامِ الٰہیہ کی طرف راغب کرتی ہے اور حیا ہی ہے جو تنہائی میں انسان کو گناہ سے بچنے پر آمادہ کرتی ہے۔

حیا کے بارے میں حدیث:

"إذا فاتك الحياء فافعل ما شئت"

ترجمہ: جب تمہارے اندر سے حیاء ختم ہو جائے تو تم جو چاہو کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا:

"آپ صلی علیہ وسلم باحیا اور پردہ کرنے والی عورت سے بھی زیادہ حیا دار تھے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیویاں آپ کے ساتھ تھیں کہ اچانک ایک نابینا صحابی آپ سے ملے تو آپ نے اپنی بیویوں کو پردے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو اندھے ہیں ہمیں دیکھ نہیں سکتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أفعمياوان أنتما؟

ترجمہ: کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟

آپ اس قدر حیادار تھے اور دوسروں کو حیا کا حکم دیتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس قدر حیادار تھے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ غسل کرتے تھے تو اپنے سارے بدن کو ننگا نہیں کرتے تھے بلکہ کوئی کپڑا وغیرہ جسم پر ڈال کر غسل کیا کرتے تھے اور اس قدر حیا تھی ان کے اندر۔ اس لیے آپ صلی اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا:

وَأَصدقھم حیاءً عثمان

حیا حیوانیت سے انسانیت کی طرف لانے والی صفت:

وہ حیا ہی ہے جس کی وجہ سے انسان انسانیت کے دائرے میں داخل ہوتا ہے ورنہ انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہ رہتا۔ جسطرح حیا انسان کو ممتاز کرتی ہے ورنہ جسطرح حیوان کھانے میں اور کسی چیز کا خیال نہیں رکھتے جہاں چاہے منہ مارتے ہیں اسی طرح انسان بھی بن جاتا۔

حیا انسان کو ممتاز کرنے والی صفت:

حیا انسان کو عظیم مخلوق اور "اشرف المخلوقات" بناتی ہے۔ حیا ہی وہ صفت ہے کہ جو انسان کو جینے کا سلیقہ سکھاتی ہے اور اسکو ممتاز کرتی ہے۔

حیا کے مراتب:

حیا کے تین مراتب ہیں:

1. انسان کا احکام الہیہ کو پورا کرنا اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے رک جانا اور اللہ کی عبادت کرنا اور اسکی فرمانبرداری کرنا۔
2. انسان کا گناہ کرتے وقت حیا کرنا اور اللہ کا خوف اپنے دل میں لانا کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔
3. انسان کا تنہائی میں اپنے آپ سے حیا کرنا۔